2 32

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

بہ چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہے اور وہی مسیح موعود ہے حقیقۃ الوحی

قیمت پیشگی [illegible]

Digtized by Khilafat Library

جلد ۳ | ۲ نومبر ۱۹۱۵ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۵۷

مدینۃ المسیح

حضرت اقدس کی صحت بفضل خدا اچھی ہے مسجد مبارک میں پنجوقتہ نماز بھی آپ ہی پڑھاتے ہیں۔ الحمد للہ۔ مستورات میں درس قرآن برابر بدستور ہوتا ہے +

خان بہادر محمد حسین خاں صاحب جج کانپور اپنے کسی عزیز کی بیماری کا اچانک خط آجانے کے سبب وطن تشریف لے گئے ہیں +

عزیز مولوی عبدالحی صاحب خلف حضرت خلیفہ اولؓ کی طبیعت ۳۱ - اکتوبر کی رات سے کچھ زیادہ ناساز ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور صحت بخشے۔ قادیان کے احباب بکثرت انکی عیادت کو جاتے رہتے ہیں +

دفتر الفضل کے انتظام میں کچھ تغیر و اصلاح کے احکام نافذ ہوئے ہیں مقصود یہ ہے کہ اخبار کی حالت ہر پہلو سے بہتر ہو

اخبار احمدیہ

کانپور سے برادر اسد علی خان صاحب خبر دیتے ہیں کہ عید اضحیٰ کے روز تین احمدی بھائیوں نے ملکر سر بازار تبلیغ کی۔ وفات مسیح کے دلائل نے سامعین پر اچھا اثر کیا۔ دو تین اشخاص نے کچھ اعتراضات بھی اٹھائے جنکے جواب دیئے گئے۔ اور دیر تک بحث ہوتی رہی پھر ایک مسجد کے امام صاحب کو تبلیغ کی گئی۔ اور معلوم ہوا کہ احمدی معتقدات کی معقولیت انکی سمجھ میں آگئی ہے خدا تعالیٰ قبول حق کی جرأت عطا فرمائے +

فیروز پور شہر سے محمد امیر صاحب حضرت کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ مقامی امیر کی طرف سے مجھے اگلے ہفتہ چھاؤنی میں ایک تبلیغی تقریر کرنے کا حکم ملا ہے۔ خاکسار اپنی کم مائگی کو جانتا ہے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و نصرت سے حق پہچاننے کی توفیق دے اور میرے سینہ کو کھولدے تاکہ میرے کلام سے کسی سعید روح کی رہنمائی ہو۔ آمین +

شملہ سے برادر ولی اللہ صاحب مطلع کرتے ہیں میرا بچہ اسقدر بیمار تھا کہ اسکے جانبر ہونے کی طرف سے بالکل مایوسی ہو چکی تھی مگر حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت کلی عطا فرمائی۔ فالحمد للہ۔ درحقیقت آپکی دعائیں خدا کے فضل سے عجیب اثر رکھتی ہیں +

سیالکوٹ سے اخویم علی محمد صاحب لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحب کی اس فاش غلطی کو (کہ حضرت مسیح موعود کو ساحر نہیں کہا گیا) طشت از بام کرنیوالا اشتہار یہاں نہ صرف شہر بلکہ مضافات تک میں بکثرت تقسیم کیا گیا۔ اور لوگوں نے اسے عام طور پر بڑے شوق سے پڑھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک +

باہتمام [illegible] مطبع [illegible] قادیان میں چھپکر [illegible] شائع ہوا

بوتالہ ضلع گوجرانوالہ سے منشی عبدالرحمن صاحب رقمطراز ہیں۔ یہاں نماز عید میں بعض غیر احمدی بھی آگئے تھے۔ انہیں تبلیغ احمدیت کیگئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اثر یہ اثر ہوا کہ انہوں نے تین روپیہ چندہ دیا اور ساتھ ہی بیعت کا وعدہ بھی کیا۔ خدا تعالیٰ انہیں بیعت اور پھر استقامت کی توفیق بخشے ٭

بیبے ہالی سے منشی جھنڈے خان صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی جمال الدین صاحب سکنہ سیکھواں ہمارے ہاں آئے ہمارے احمدی دوستوں نے خواہش کی کہ یہاں ایک مولوی صاحب سے مباحثہ ہو جائے تاکہ لوگوں پر حق و باطل کھل جائے۔ آخر مباحثہ شروع ہوا۔ اختتام مباحثہ پر مخالف مولوی نے یہ کہدیا کہ میں اب مرزا صاحب کو بُرا نہیں کہتا۔ اسکے بعد مولوی جمال الدین صاحب نے وَلقد اَرسلنا فی اُمم من قبلک پر تقریر فرمائی۔ جس کو لوگوں نے نہایت توجہ سے سُنا۔ فالحمد للہ

جنازہ غائب مکرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے چچا میراں بخش سکنہ آدم پور جو ایک پرجوش احمدی تھے ۲۰ اکتوبر کو فوت ہو گئے ہیں۔ مخالفین سلسلہ کی مخالفت کے سبب انکی تدفین دوسرے دن ہو سکی۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں

منصوری سے حافظ صوفی تصور حسین صاحب لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بندہ تبلیغ کے کام میں لگا رہتا ہے۔ میں ایک شخص کے پاس تبلیغ کی غرض سے گیا جب میں نے سلسلہ حقہ کا ذکر شروع کیا تو اس نے سخت بیزاری ظاہر کی اور کہا کہ ہم آپ کی بات نہیں سن سکتے۔ آخر مجبور ہو کر واپس چلا آیا۔ دوسرے شخص کو ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ (معاذ اللہ) آپ بھی اسی شیطان جماعت کے آدمی ہیں پھر اتنے میں ایک اور شخص آگیا اور کہنے لگا کہ مرزا صاحب کبھی مسیح اور کبھی نبی اور کبھی مہدی اور کرشن بنتے ہیں اس نے کہا آپ لکھدیں کہ مرزا صاحب نبی ہیں میں نے کہا میں تو لکھدونگا لیکن مولوی جو نائب نبی بنتے ہیں وہ مرزا صاحب کو کب نبی تسلیم کرینگے۔ بالآخر کہنے لگا کہ آپ لوگ منطقی باتیں کرتے ہیں میں نے کہا کہ جس بات کا جواب نہ بن پڑا۔ اُسے منطقی کہدیا

[illegible]

خبریں

جنگ لنڈن سے ۲۸۔ اکتوبر کی تار خبر ہے کہ اتحادیوں کی ایک آبدوز کشتی نے ایک آسٹروی تجارتی جہاز غرق کر دیا۔ جس پر ترکی جھنڈا لہرا رہا تھا اور وہ گیلی پولی کی طرف اسباب حرب و سامان رسد لئے جا رہا تھا ٭

پیٹروگراڈ کے سرکاری اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ برٹش آبدوز کشتی نے بحیرہ بالٹک میں دشمن کے چار تجارتی جہاز اور بھی ڈبو دئے ٭

سر عسکر برطانیہ سر جان فرنچ کی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ ادھر کے ہوائی جہازوں نے اندر فرنچ کے دو ہوائی جہاز گرائے ایک ہماری لائنوں میں آپڑا۔ اور دوسرا دشمن کی اگلی خندقوں سے پرے [illegible]

رُوسی جرنل سٹاف [illegible] بیان کرتا ہے کہ ریگا پر دس میل جنوب سے براہ راست حملے ہو [illegible] ہیں۔ دشمن نے پچھلے دو ماہ کے عرصہ میں فتح کے لئے سر توڑ کوششیں کیں بارود کا اتنا خرچ ہوا کہ جرمن جنگی ریلوے اکیلی اسے بہم نہ پہنچا سکتی تھی۔ اسواسطے ہزارہا امن پسند دیہاتی شہریوں کو جبراً سامان جنگ ڈھو ڈھو کر لانے پر لگا دیا گیا ٭

پری پٹ کی دلدلوں میں پھنسا ہوا دشمن اسوقت بڑا حیران و پریشان ہو رہا ہے۔ روسی اس علاقہ کی زمین سے اچھی طرح واقف ہیں۔ لہٰذا وہ اکثر غنیم کی پچھلی صف میں اچانک جا گھستے اور اُسے بہت کچھ نقصان پہنچا آتے ہیں ٭

مشرقی میدان کارزار میں آسٹروی سپاہی بکثرت فرار ہو رہے ہیں اس واسطے ایک فوجی حکم نافذ ہوا ہے کہ جو جنگی جوان اس موقعہ پر پیٹھ دکھا کے بھاگیں گے انکی جائدادیں انکے ساتھی سپاہیوں میں بانٹ دی جائینگی۔ اور انکی اولاد سرکاری درسگاہوں میں تعلیم نہ پائیگی ٭

پیٹروگراڈ کے ایک پیام برقی میں ذکر ہے کہ غنیم کا مقام الکٹ کو تسخیر کرلینا ایک جنگ عظیم کا پیش خیمہ ہے یہ جگہ ڈوِنسک سے جانب شمال و مغرب ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ہر دو مقامات کے درمیان ایک وسیع بیابان ہے۔ جو مدافعت کے حق میں بہت مفید و کارآمد ثابت ہوگا اور روسی

اس سے ضرور فائدہ اٹھائینگے۔ موسم سرما سر پر ہے اسکا بھی اغلباً بڑا اثر پڑیگا۔ برف باری تین روز سے شروع ہو گئی ہے سڑکیں ایسی منجمد ہو گئی ہیں کہ قدم رکھنا دشوار ہے گویا غنیم کے واسطے یہ علاقہ اس موسم میں برسات سے بھی زیادہ دشوار گذار ہو

اطالوی معرکہ میں ۲۸۔ اکتوبر تک دشمن کا قلعہ کو لڈ بینیڈ فتح ہو گیا تھا۔ خندقیں جرمن لاشوں سے پٹی پڑی ہیں سلسلہ کوہ کارسو پر توپخانہ کی شدید جنگ جاری ہے۔ چند خندقیں بھی اطالوی سپاہ کے قبضہ میں آگئی ہیں ٭

۲۹۔ اکتوبر کے پیام برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک روسی آبدوز کشتی نے بھی بحیرہ بالٹک میں دشمن کا ایک جہاز بجھو دیا ہے۔ علاقہ ڈوِنسک میں جرمن برابر حملہ آور ہو رہے ہیں مگر روسی مزاحمت کے آگے انکی کچھ پیش نہیں جاتی۔ ایک مقابلہ میں تو دشمن کو بہت ہی شدید نقصان پہنچا ٭

روما (پایہ تخت اٹلی) میں اسپر غور ہو رہا ہے کہ ایک متفقہ مہم مانٹینگرو کے رستے سے سٹرو ڈزا کو یا البانیہ کے راہ پر مقام سربیا کی طرف بھیجی جائے ٭

ٹائمز کا نامہ نگار ایتھنز سے خبر دیتا ہے کہ سربیا کے مقابلہ اور برطانی و فرانسیسی سپاہ کے آنے کا یونان کی حالت پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا۔ اور کہ سربیا کی اپنی حالت بھی ویلس پر دوبارہ قبضہ ہو جانے [illegible] بہت کچھ سنبھل گئی ہے۔ ویلس اور سلانیکا کے درمیانی ریلوے سلسلہ آمد و رفت بھی بدستور جاری کر دیا گیا ہے ٭

بخارسٹ کی تار خبر ہے کہ روسی جنگی جہازوں کے بیڑے نے ۲۷ اکتوبر کو بحیرہ بلغاریہ کی بندرگاہوں پر سات گھنٹے تک مسلسل گولہ باری کی۔ اور ضرر عظیم پہنچایا ٭

نِش (سربیا) کے اعلان سرکاری (۲۹۔ اکتوبر) میں تسلیم کیا گیا ہے کہ دریائے موراوا کے دائیں کنارے پر شدید لڑائی اور دن ہوئی اسکے بعد سروی سپاہ جنوب کیطرف پسپا ہونے پر مجبور ہو گئی مگر اس نے چند مقامات پر اپنے قدم جما لئے ہیں ٭

مختلف لنڈن میں ۲۹۔ اکتوبر کو ایک سوس گولی سے اُڑا دیا گیا۔ سپین کی تار خبروں سے پایا جاتا ہے کہ جرمنی بعض شرائط پر آمادہ صلح ہے اسکے متعلق بہت جلد ایک سکیم امریکہ و سپین میں پیش ہوگی نہایت افسوس ہے کہ فریق اول کا ملاحظہ فرماتے وقت ہمارے ملک معظم کو گھوڑے کے بدک کر گر جانے

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل۔
قادیان دارالامان۔ مورخہ ۲۔ نومبر ۱۹۱۵ء

بین الاقوامی تعلقات میں اصلاح

ہندو مسلمانوں میں باہم صلح صفائی رہنے اور آپس کے تمدنی و کاروباری تعلقات کو خوش اسلوبی کے ساتھ نباہنے کا خیال دونوں قوموں کے ممتاز افراد میں ایک مدت سے کم و بیش پایا جاتا ہے۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ نچلے طبقوں کی جہالت کوتہ اندیشی اور تنگ نظری و تعصب کے سبب آئے دن طرح طرح کی ناگوار واردات جہاں تہاں وقوع میں آتی رہتی ہیں۔ ہندو مسلمانوں کا قومی نزاع زیادہ تر بقرعید محرم اور دسہرہ وغیرہ کی تقریبات پر ہوا کرتا ہے۔ گو مقام مسرت ہے کہ اس دفعہ عید اضحی کا اسلامی تہوار قریب قریب تمام اطراف ملک میں نسبتاً خیر و عافیت سے گزر گیا۔ اور کسی حصہ ملک سے گؤکشی (قربانی) کا کوئی بڑا جھگڑا یا قضیہ سننے میں نہیں آیا۔ اسکے اسباب خواہ کچھ بھی ہوں۔ مگر بہرحال اسکی ضرورت تھی کہ امسال جبکہ گورنمنٹ عالیہ جنگ یورپ کی وجہ سے پہلے ہی انواع و اقسام کے مشکلات میں پڑی ہوئی ہے۔ اسے ان آپس کی بدمزگیوں سے الجھن میں نہ ڈالا جائے۔ اگر مختلف علاقوں کے مقامی حکام کی خوش تدبیری و مستعدی سے اس عید کے موقعہ پر کوئی فتنہ و فساد نہ ہونے پایا تو بھی ہم ممنون ہیں اور اگر خود ہندو مسلمانوں نے اب کی مرتبہ پہلے کی نسبت زیادہ شائستگی۔ انسانیت اور دوراندیشی و صلح پسندی سے کام لیا تو اور بھی اچھا ہوا ٭

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ عارضی و اتفاقی حالت کسی طرح مستقل طور پر بھی صورت پذیر ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ہمارا اپنا خیال یہ ہے کہ ہو سکتی ہے۔ اور ضرور ہو سکتی ہے مگر ہمارے نزدیک اس کا ایک ہی طمانیت بخش طریق ہو سکتا ہے۔ اور وہ وہی ہے جو آج سے سالہا سال قبل خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعود نے اہل ملک کے سامنے پیش کیا ٭

قبل اس کے کہ ہم اس طریق اصلاح کی توضیح کریں یہ امر کھول کر بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پبلک اور حکام کو کیوں اسپر توجہ کرنی اور اسے پوری پوری اہمیت دینی چاہیئے۔ تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیجئے کہ جماعت احمدیہ جس نظر سے اپنے محترم امام و پیشوا کے بتلائے ہوئے اصول کو وقعت دیتی ہے۔ وہ چنداں قابل التفات اور وقیع و وزنی نہیں اور یہ بھی بجا ہے کہ ہم دوسروں کو مجبور نہیں کر سکتے کہ حضرت ممدوح کے ارشادات کو اسی نظر سے دیکھیں جس سے کہ آپکے پیرو دیکھتے ہیں لیکن کم از کم یہ کہنے کا تو ہمیں حق پہنچتا ہے کہ جو امور بارہا کے تجربہ اور واقعات کی زبردست شہادت سے قابل پذیرائی اور لائق تسلیم قرار پا چکے ہیں۔ انہیں انکی واجبی اہمیت و وقعت دی جائے اور حتی الوسع آئندہ ان سے ایک باقاعدگی و استقلال کے ساتھ فائدہ اٹھایا جائے۔ جن نیک صلاحوں کا نفع و ضرر تجربہ و مشاہدہ سے قبل ابھی تاریکی میں ہوتا ہے۔ آخر انپر بھی تو بطور راز اپنی حسن ظن سے کام لیکر کاربند ہوا ہی کرتے ہیں۔ دنیا میں گورنمنٹوں اور قوموں کے ہزاروں کام لکھوکھا روپے کے صرف سے اسی اصول پر ہوتے رہتے ہیں۔ انہیں ابتداءً کچھ مشکلات اور زیرباریاں بھی پیش آیا کرتی ہیں۔ اگر بدگمانی و تنگ خیالی اختیار کر کے کسی مشورہ سے فائدہ ہی نہ اٹھایا جائے تو ہم نہیں سمجھتے کہ دنیا کے سرکاری و غیر سرکاری کاروبار کیونکر چل سکتے ہیں تاہم اگر حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کی ہدایات کو ہمارا بنظر استحسان دیکھنا زیادہ تر عقیدت و ارادت سے تعلق رکھتا ہو۔ لیکن اگر وہ فی الواقع بھی ویسی ہی سودمند و واجب العمل ثابت ہوں جیسا کہ احمدی قوم سمجھتی ہے تو پھر غیر احمدی دنیا کو بھی انکے قبول کرنے اور انکی برکات سے فائدہ اٹھانے میں تامل و انکار کی کونسی وجہ معقول ہو سکتی ہے؟ ہاں اگر ذمہ دار قائمقامان رعایا تنگ خیالی تعصب اور بیگانگی سے کام لیکر ذوی الاختیار حکام کو بھی غلط فہمی میں رکھیں یا ایسے مفید مشوروں کو انکے کانوں تک ہی نہ پہنچنے دیں تو یہ دوسری بات ہے ٭

بین الاقوامی تنازعات کے بنیادی اسباب پر غور کیا جائے تو ضرور ایک بڑی حد تک مذہبی منافرت انکی تہ میں پنہاں ملیگی۔ لیکن کیا کسی سچے مذہب کی تعلیم کا منشاء یہ ہو سکتا ہے کہ غیر اقوام و مذاہب کے ساتھ ناروا سلوک جائز رکھا جائے؟ یا انکے معاملہ میں خلاف عدل و انصاف برتاؤ کیا جائے یا ان سے نفرت اور تعصب کو ضروری سمجھا جائے۔ کم از کم اسلام کی پاک تعلیم کے متعلق تو ہم بفضلہ تعالیٰ دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں کسی ایسی تلقین کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا جو بین الاقوامی شر و فساد اور مخالفت و منافرت کا موجب ہو سکتی ہو۔ پیروان مذہب کا اس کی تعلیم کے سراسر خلاف کوئی طریق عمل اختیار کرنا اور اپنے ساتھ اسے بھی بدنام کرنا امر دیگر ہے ورنہ قرآن کریم جو اس دین حق کی بنائے اصلی ہے وہ تو تعظیم لامر اللہ کے پہلو بہ پہلو شفقت علی خلق اللہ کو بھی لازمی قرار دیتا ہے حتے کہ طلب ہدایت کی تعلیم میں دیگر خلائق کو بھی شامل کر کے دعائے اھدنا (بصیغہ جمع) مانگنا سکھلاتا ہے پھر کفار کے معبودان باطل تک کو برا کہنے کی بایں الفاظ ممانعت فرمائی ہے:۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (انعام رکوع ۱۳) یعنی کفار جو ماسوی اللہ کو معبود کر کے پکارتے ہیں تم انکی نسبت سب و شتم نہ کرو ورنہ وہ خدا کی نسبت ناگفتنی کلمات زبان پر لائینگے۔ کیونکہ انہیں ان باتوں کا علم تو ہے نہیں پھر تم کیوں ناحق انکے لئے کفر بکنے کا موجب بنو ٭

قرآن مجید سے ایسی پاک تعلیمات کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اسکے بعد ہمارے خلفاء راشدینؓ اور سلف صالحینؒ کا طرز عمل بھی اس امر کی زبردست شہادت ہے۔ وہ بہترین عامل بالقرآن تھے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا اعلیٰ ترین نمونہ تھے۔ پھر انہوں نے اس بارہ میں کیا روش اختیار کی۔ اور اسلام کی آشتی پسندی و رواداری کو کہاں تک اپنے عمل سے ثابت کیا؟ اسکے متعلق اتنا جاننا سردست کافی ہوگا کہ عین غلبۂ اسلام کے وقت میں غیر مسلم ذمیوں کے وہ وہ حقوق ملحوظ رکھے گئے۔ جن کی نظیر زمانہ عالم کی تاریخ کسی اور فاتح قوم میں بمشکل دکھلا سکیگی۔ دوسری طرف محکوم بنکر رہنے کی نسبت بھی جو سلامت روی اور امن پسندی کی تعلیم کتاب اسلام اور رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے وہ کسی اور مذہب میں ملنی غیر ممکن ہو۔ اس سے زیادہ محکومانہ رواداری و اطاعت شعاری کا سبق اور کیا ہو گا کہ اگر ایک حبشی غلام بھی تم پر حکمران ہو جسکا سر مثل دانہ کشمش کے ہو

تو اسکی بھی فرمانبرداری تمہارا فرض ہے (مفہوم ارشاد نبوی)

پس بین الاقوامی تعلقات کی اصلاح میں احکام اسلام سے بڑھ کر سود مند و کارگر اور کونسی ہدایات ہوسکتی ہیں اور چونکہ مسیح موعود کی بعثت کا منشاء بھی اسلام ہی کی تجدید و ترویج تھا لہذا آپنے ہمسایہ قوموں کے ساتھ حسن سلوک سے رہنے کے متعلق جو قیمتی مشورہ کمال ہمدردی و دلسوزی سے اپنے وقت کے حاکم و محکوم سب کو دیا کلیۃً منشاء اسلام کے مطابق یعنے ہدایت الٰہی و ارشاد نبوی دونوں کے ماتحت تھا۔ یہ نیک صلاح مختلف موقعوں پر مختلف صورتوں میں بار بار و اغیار کے گوش گذار ہوچکی ہے۔ یہاں اسکے تفصیلی اندراج بالفظ بلفظ نقل کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ لہذا اس کا مختصر ماحصل ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ کاش کہ حکام وقت اور ابنائے وطن اس سے کچھ فائدہ اٹھائیں

مسیح موعود کی تعلیم کا منشاء اسبارہ میں یہ ہے کہ:۔

(۱) محض اختلاف عقائد کی بناء پر کوئی کسی کے ساتھ سختی زیادتی تنگ خیالی بدکلامی و بدسلوکی روا نہ رکھے (۲) کوئی کسی پر ایسا حملہ بربنائے مذہب نہ کرے جو اسکے مسلمات پر بھی ہوسکتا ہو (۳) دوسروں کے عیوب نقائص کی پردہ دری کے بجائے اپنے دین کی خوبیاں ظاہر کی جائیں (۴) جمیع اقوام و مذاہب کے لوگ تلاش حق کی خاطر دوستانہ تبادلۂ خیالات کرتے رہیں۔ بلکہ اس مقصد عظیم کے لئے ایک مستقل جلسہ مذاہب ہر سال کسی نہ کسی مقام پر باقاعدہ ہوا کرے (۵) مذہبی مکالمات میں درشتی اور جبر و بے صبری کی عادات و طریقے قطعاً چھوڑ دیئے جائیں بلکہ نرمی۔ صلاحیت دلائل عقلی و متانت سے احقاق حق کی کوشش ہو (۶) اپنے مسلمات پر ہٹ دھرمی دشمن پروری سے اڑے رہنا انسان کو صدق و حق کے پانے سے محروم رکھتا ہے۔ پس جو کچھ دلسوزی و ہمدردی سے کہا جائے اسے ٹھنڈے دل سے سنکر اسپر غور و فکر کرنا ضروری ہے (۷) عقائد و ایمانیات کو بجبر منوانے کا اصول اسلام میں بالکل مردود و مسترد ہے۔ اسی طرح اور کسی مذہب کے لئے بھی یہ اصول قابل قبول نہیں ہوسکتا بس سب سے زیادہ مسلمانوں اور عام طور پر جملہ اقوام کا ایک اہم فرض ہے کہ اپنے دین کی سچائی اور خوبی ثابت کرنے کے لئے عقلی دلائل۔ تجربہ اور مشاہدہ کو معیار قرار دیں (۸) مذہبی جہان بین اور احقاق حق کا سلسلہ اپنی جگہ پر امن و عافیت سے جاری رہے لیکن دنیوی معاملات اور ناس کے برتاؤ میں بلا کسی تنگدلی و تعصب کے پوری پوری آشتی۔ ہمدردی شفقت اور اخلاق و مروت کو ملحوظ رکھیں۔ وغیرہ وغیرہ +

غرض مسیح موعودؑ نے اپنی ۳۰ سالہ منادی میں جہاں دنیا کو اور بہت سی تاریکیوں سے نکالنے اور ہلاکتوں سے بچانے کی کوشش کی۔ اسکے ساتھ ہی برادران وطن کے باہمی تعلقات میں خوش اسلوبی و صلاحیت پیدا ہونے کے لیے قابل قدر بنیادی اصول بتلائے جن پر کاربند ہوکر بہت سے باہمی جھگڑے قضیے رفع ہوسکتے ہیں تمدنی ترقیات میں ایکدوسرے سے معقول مدد پہنچ سکتی ہے۔ کوئی خارجی دباؤ یا اتفاقی اسباب آپس کے برتاؤ میں ایسی پائیدار و قابل اعتبار اصلاح کا موجب نہیں بن سکتے جو اس صورت میں ممکن العمل ہے کہ افراد ملکی صحیح صحیح اصول مذہبی کے ماتحت صلحکاری و رواداری کو اپنا ضروری شعار بلکہ لازمہ زندگی بنالیں۔ اسواسطے آج اگر کسی کے دل میں ملک و ملت کا سچا درد ہے۔ اگر وہ بین الاقوامی تنازعات اور تعصب خیز مذہبی جھگڑے قضیوں کو قومی ترقی میں سنگ راہ سمجھتا ہے اگر اسے اہل وطن کی گوناگون مصائب کی تہ میں ایک بڑا سبب باہمی منافرت اور عدم اتحاد دکھلائی دیتا ہے اگر وہ حاکم وقت ہے اور رعایا کے تخت سے باہمد گر خرخشے اسکو انتظام ملکی اور سرکار و رعایا دونو کی ترقی میں خلل انداز معلوم ہوتے ہیں۔ تو اس کا فرض ہے کہ مسیح موعودؑ کی پاک تعلیمات کو مطالعہ کرے اور دیکھے کہ اُس خدا کے برگزیدہ۔ اور خلائق کے سچے ہمدرد نے اسی زندگی میں نقد جنت پانے کی کیسی سیدھی اور روشن راہیں بتلادی ہیں۔ جنکی منفعت و معقولیت کو بفضل خدا نہ دلائل رد کرسکتے ہیں نہ تجربہ غلط قرار دے سکتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ چند سال کے قانونی انقلابات و اصلاحات نے بھی انہیں سے بعض کی ضرورت و اہمیت پر مہر تصدیق لگادی ہے جسکے یہ معنے ہوئے کہ دنیا اسکی ندائے آسمانی کو اپنی غلطی یا غفلت سے خواہ کتنا ہی ٹالے مگر قدرت کا زبردست ہاتھ اہل دنیا کو پکڑ پکڑ کر اس مقام سے روز بروز قریب تر لارہا ہے جہاں اُس مامور برحق کی سچائی کے کھلے کھلے ثبوت نظر آتے اور صاف طور پر سنائی دیتے ہیں۔

خاکسار محمد لطف

وادیٔ کشمیر کی عجیب خاصیت اور سورج کے فوٹو

وہ خطہ کشمیر جہاں واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح ناصری علیہ السلام

اور آپکی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کو پناہ دیگئی اور جسے قرآن کریم میں "ربوۃ ذات قرار و معین" فرمایا گیا ہے اپنے اندر بعض عجیب بے مثل خاصیتیں رکھتا ہے چنانچہ محکمۂ اجرام فلکی و ہیئت کی جدید تحقیقات سے پتہ لگا ہے کہ سطح آفتاب کی ساخت اور کوائف سیارات کے معائنہ کے حق میں کشمیر کا محل وقوع اور اسکی ہوا خاص طور پر موزوں ہے سال گزشتہ میں دو مہینے کے واسطے ایک سرکاری مبصر بغرض تفتیش وہاں بھیجا گیا تھا۔ اس موقعہ پر سورج کے فوٹو لئے گئے اور معائنہ ساعات کی کیفیت قلمبند کی گئی۔ اور نتائج تفتیش میں یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ دنیا کا اور کوئی ملک اس بارہ میں کشمیر سے لگا نہیں کھاتا اور وہ یقیناً ایک خطہ بے نظیر ہے نیز اس اہم انکشاف سے متاثر ہوکر منظوری دیگئی ہے کہ سنہ ۱۹۱۵-۱۶ء میں ایک اور مہم مزید طاقتور آلات کے ساتھ زیادہ عرصہ تک تحقیقات کرتے رہنے کی غرض سے بھیجی جائے +

کاش دنیا کے عجائب پسند لوگ اور حقائق موجودات کی ٹوہ میں رہنے والی علم دوست طبائع اس طرف بھی متوجہ ہوں کہ جس خطۂ زمین کو خدائے تعالیٰ نے اجرام سماوی کے بہترین معائنہ کے لئے موزوں بنایا ہے اسی میں اُس برگزیدۂ خدا کا جسم عنصری بھی سپرد خاک ہے جسے بدبخت یہود یوں نے تکذیب و انکار کے جوش جنون میں ناحق طرح طرح کے دُکھ دیئے اور ماننے والوں نے اپنی خوش اعتقادی میں یہاں تک غلو کیا کہ اُسے آسمان پر جا بٹھایا۔ غرض کشمیر کو آسمان کے ساتھ بلحاظ جسمانیات ہی نہیں بلکہ رُوحانی طور پر بھی ایک معنی خیز و اہم مناسبت ہے کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ جلدی ہی وہ وقت لے آئے کہ حضرت مسیحؑ کی حیات و ممات کے متعلق سرتاسر غلطی و جہالت کی تاریکی میں پڑے ہوئے اہل دُنیا اس مناسبت سے بھی فائدہ اُٹھانے کی جانب متوجہ ہوں۔ اور راہ ہدایت پائیں +

قلمی معاونین کرام

علمی۔ تحقیقی۔ تبلیغی۔ اصلاحی مضامین کیطرف خاص توجہ فرمادیں کیونکہ نہ صرف الفضل کی بلکہ نیز جماعت کی آیندہ ترقی و بہتری کا انحصا

معارف قرآن مجید

از افاضات سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

(نوشتہ اسسٹنٹ ایڈیٹر)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو قیامت کو جزا و سزا کو مانتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جب خدا کے خوف سے ڈرایا جائے یا قیامت کے حساب کتاب سے مطلع کیا جائے تو ڈر جاتے ہیں۔ لیکن بعض ایسے ہوتے ہیں۔ جو خدا اور قیامت وغیرہ کے قائل ہی نہیں ہوتے ان کو اگر ڈرایا جائے تو وہ بجائے ڈرنے کے ہنسی اُڑاتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک دہریے کو کہا جائے کہ خدا سے ڈرو۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو۔ تو وہ یہی کہے گا کہ تم کیسی بات کہہ رہے ہو۔ خدا تو ہے ہی نہیں اور جب کوئی خدا ہی نہیں تو اس کا ڈر کیسا۔ اور اسکے احکام کی فرمانبرداری کیسی؟ اس قسم کے لوگوں پر کوئی انذار کی بات اثر نہیں کرتی۔ اس آیت میں انہی لوگوں کا ذکر ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے منکر ہیں قیامت کے منکر ہیں اور جزا و سزا کے منکر ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس حالت میں جبکہ وہ ان باتوں سے منکر ہیں اور انھیں مانتے ہی نہیں تو ان کو ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے۔ ہاں انکے ڈرانے کا یہ طریق ہے کہ پہلے انھیں خدا اور قیامت وغیرہ کا دلائل کے ساتھ قائل کیا جائے اور جب وہ ان کے قائل ہو جائیں تو پھر احکام شریعت سنا کر ڈرایا جائے۔ تب یہ ڈریں گے۔

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

اللہ نے مہر کر دی ہے انکے دلوں پر یا سمجھ پر اور ان کے کان پر یا شنوائی پر اور انکی آنکھوں یا بینائی پر پردہ ہے۔

اس آیت سے لوگوں کو یہ دھوکہ لگا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں اور کانوں پر خود ہی مہر لگا دی ہے اور انکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ تو پھر وہ ہدایت کس طرح پائیں اس حالت میں وہ معذور ہیں۔ لیکن انھوں نے اسباب پر غور نہیں کیا کہ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ اور أَبْصَارِهِمْ میں جو ھم کی ضمیر ہے یہ کس طرف پھرتی ہے۔ یہ انہی لوگوں کی طرف پھرتی ہے۔ جنکی نسبت پہلے آ چکا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ ایسے لوگ جو کافر ہیں اور جن کا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے کیونکہ وہ ان باتوں کیطرف توجہ ہی نہیں کرتے اور ان کے قائل ہی نہیں۔ اس طرح اس آیت کا مطلب حل ہو جاتا ہے۔ ہم قانون قدرت میں دیکھتے ہیں۔ کہ جن اعضاء جسم سے کام نہ لیا جائے وہ بیکار ہو جاتے ہیں اور کسی کام کے نہیں رہتے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے کیونکہ جب کوئی خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا یعنی ان سے کام نہیں لیتا۔ تو خدا تعالیٰ اس کو یہ سزا دیتا ہے کہ وہ نعمتیں چھین لیتا ہے اور یہی بات انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی کسی شخص کو عمدہ کپڑا دے۔ اور وہ اسی کے سامنے اسکو پھاڑنا شروع کر دے تو دینے والا ضرور یہ کوشش کریگا کہ اس سے واپس لے لے اور اگر واپس نہ لے سکے تو اسپر ناراض ضرور ہو جائیگا یا اگر کوئی کسی شخص کو بھوکا دیکھ کر اسے عمدہ کھانا دے اور وہ اسکے سامنے نالی میں پھینک دے یا زمین پر گرا دے تو دینے والا ضرور اسپر غصہ ہوگا۔ اور آئندہ اسکو نہیں دے گا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے جو طاقتیں انسان کو دی ہیں جب وہ ان سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتا۔ تو خدا تعالیٰ کچھ مدت کے بعد وہ طاقتیں اس سے چھین لیتا ہے پہلے کچھ عرصہ ڈھیل دیتا ہے لیکن جب دیکھتا ہے کہ ڈھیل سے بھی فائدہ نہیں اُٹھایا گیا تو چھین لیتا ہے چنانچہ ہندوؤں میں بعض لوگ اپنے ہاتھ یا پاؤں کو بیکار رکھ کر سکھا دیتے ہیں اور پھر وہ کسی کام کے نہیں رہتے تو چونکہ ان لوگوں نے جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ خدا کی دی ہوئی طاقتوں سے کام لیا ہی نہیں اور ضد اور عداوت کی وجہ سے کسی بات پر غور ہی نہیں کیا۔ اس لئے انکے دل اور کان اور آنکھیں اسی طرح کی ہو گئی ہیں جسطرح کسی کا ہاتھ بیکار رہنے اور استعمال نہ کرنے کی وجہ سے سوکھ جاتا ہے۔ یا پاؤں سوکھ جاتا ہے اور پھر کسی کام کا نہیں رہتا۔ اسی طرح ان لوگوں کی طاقتیں ضائع ہو گئی ہیں اور انھوں نے خود ضائع کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو انھیں یہ طاقتیں دی تھیں کہ خدا تعالیٰ کے نشانات پر اور اسکے انبیاء کی باتوں پر اور انکے واقعات پر خود غور کریں اور فائدہ اُٹھائیں پھر اگر خود بخود سمجھ نہ آئے تو کسی کے بتانے پر ہی کان دھریں اور اگر اسکی بھی سمجھ نہ آئے تو نشانات کو ہی دیکھ کر فائدہ اُٹھائیں۔ لیکن انھوں نے کچھ بھی نہ کیا۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے ان کی یہ طاقتیں زائل کر دیں۔

ہدایت کے ذرائع

ہدایت پانے کے تین ہی ذرائع ہیں۔ اوّل دل۔ ہر ایک بات پر غور و فکر کرنے کے لئے۔ دوم کان بات کو سنکر فائدہ اُٹھانے کے لئے۔ سوم آنکھیں۔ واقعات کو دیکھ کر سمجھنے کے لئے۔ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو ان تینوں باتوں کیطرف متوجہ کیا ہے اور پھر فرمایا ہے کہ ہم نے تمھیں ایسے دل دیئے تھے جو حق اور باطل تعلیم میں تمیز کر سکتے تھے اور یہ طاقت ہم نے انہیں رکھی تھی جس سے تم آسانی سے فیصلہ کر سکتے تھے۔ کہ اسلام کی تعلیم درست ہے یا نہیں اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جو کچھ کہتا ہے وہ حق ہے یا نہیں لیکن تم نے اس سے ضد اور عداوت کے سبب بالکل کام نہ لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ یہ طاقت تم سے زائل ہو گئی۔ دوم تم اگر حق اور صداقت کی مخالفت کرنیکی وجہ سے تمہارے دلوں میں حق اور باطل میں فرق کرنے کا مادہ نہیں رہا تھا۔ تو تمھیں چاہیئے تھا کہ لوگوں سے اسکے متعلق پوچھتے اور سنتے اور قوت شنوائی سے کام لیکر ہدایت پاتے لیکن تم نے ایسا بھی نہ کیا۔ اس لئے تمہاری یہ قوت بھی معدوم ہو گئی۔ سوم اگر یہ بھی نہ کر سکتے تھے تو اتنا تو کرتے کہ خدا تعالیٰ کی وہ نصرت اور تائید جو اسلام کے لئے ظاہر ہو رہی ہے اور ہمارے رسول کو مل رہی ہے۔ اسی کو دیکھتے اور آنکھوں سے کام لیکر فائدہ اُٹھاتے۔ لیکن تم نے اس ذریعہ کو بھی استعمال نہ کیا۔ اس لئے یہ بھی ضائع ہو گیا۔ پس تمہارے ان تینوں ذریعوں سے کام نہ لینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے تمہارے دلوں پر مہر لگ گئی۔ پھر جب تم نے سننا چھوڑا تو کان پر مہر لگ گئی۔ اور پھر جب تم نے خدا کی نصرت کو دیکھتے ہوئے فائدہ نہ اُٹھایا۔ تو تمہاری آنکھوں پر بھی پردہ پڑ گیا۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کی خطرناک سے خطرناک تکلیف کو بھی دیکھ کر ہنستے اور خوش ہوتے ہیں اور انکی آنکھیں اس تکلیف کو محسوس ہی نہیں کرتیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل مظلوم سے مظلوم انسان کو دیکھ کر ذرا احساس نہیں کرتے۔ اسکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ انکو یہ

قوتیں ماری جاتی ہیں ۔

عجیب بات

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب بات بیان فرمائی ہے اور وہ یہ کہ قلوب اور ابصار کو تو جمع رکھا ہے۔ اور سمع کو واحد۔ گو ترتیب کلام کی وجہ سے یہ بھی جمع ہی ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اس میں بہت بڑی ایک حکمت ہے وہ یہ کہ قلب اور بصر ہر ایک انسان کے اپنے نقطہ خیال سے غور کرتے اور دیکھتے ہیں یعنی ہر ایک انسان کا کسی بات پر غور کرنا۔ یا کسی واقعہ کو دیکھ کر اس سے نتیجہ نکالنا علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے اور یہ حواس خود مختار ہوتے ہیں۔ نتیجہ نکالنے میں مجبور نہیں ہوتے۔ لیکن کانوں کا اپنا اختیار نہیں ہوتا۔ انہیں جو کچھ سنایا جائے وہی سنتے ہیں۔ اور سب ایسے انسانوں کے کان جن کو ایک بات سنائی جائے۔ ایک ہی قسم کا سنتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان تمام انسانوں کو جنہیں قرآن شریف سنایا اور شریعت کے احکام سنائے۔ اور جو کچھ بھی سنایا وہ ایک ہی طرح کا تھا اس میں کوئی فرق نہ تھا۔ اس لئے سب نے ایک ہی قسم کی باتوں کو سنا۔ آگے اس سے نتیجہ نکالنا یا فائدہ اُٹھانا ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ کام تھا تو چونکہ سُننے کی چیز سب کے لئے ایک ہی تھی جیسے حضرت ابوبکر رضہ نے سنی۔ ایسے ہی ابوجہل نے سُنی۔ لیکن ان کا غور کرنا اور آنکھوں سے دیکھ کر کوئی نتیجہ اخذ کرنا الگ الگ تھا۔ ہر ایک کی آنکھ ہر واقعہ کو مختلف اور کچھ نہ کچھ فرق سے دیکھ رہی تھی۔ اسی طرح ہر ایک کے قلب میں بھی مختلف واقعات پر غور ہو رہا تھا۔ اس لئے قلوب اور ابصار کے فعل متفرق تھے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے۔ کہ کفار کی طرف سے جب ایک ایلچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو چونکہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ قربانی کو بہت پسند کرتا ہے۔ اسلئے آپنے حکم دیا کہ قربانی کے تمام جانور ایک جگہ جمع کر دیئے جائیں۔ جب وہ آیا تو اس نے پوچھا کہ یہ کیسے جانور ہیں۔ تو کہا گیا کہ قربانی کے ہیں۔ تو وہ واپس جا کر کہنے لگا کہ ان لوگوں سے تم مقابلہ نہ کرنا۔ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ اس نے قربانی کے جانوروں کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ یہ لوگ کبھی مغلوب نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر کسی اور مذاق کا آدمی ہوتا تو قربانی کے جانوروں کو دیکھ کر اس پر کچھ بھی اثر نہ ہوتا۔ اور ان جانوروں سے کچھ فائدہ نہ اُٹھاتا۔ تو سمع کو اس لئے واحد رکھا ہے کہ سُننے والی ایک ہی چیز تھی جس کو ہر ایک نے ایک جیسا* لیکن غور اور تدبر کرنا۔ اور واقعات کو دیکھ کر نتیجہ نکالنا متفرق تھا۔ اس لئے قلب اور بصر کو جمع رکھا ہے ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔	یہ منافقوں کے متعلق فرمایا ہے۔

منافقوں کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔ اوّل وہ لوگ جو کسی صداقت کو دل سے تو مانتے ہیں لیکن مخالفوں کو زبردست سمجھ کر انکے ساتھ ساز باز رکھتے ہیں۔ اور حق کو ظاہر کرنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ دوم وہ لوگ جو صداقت کو دل سے تو باطل سمجھتے ہیں لیکن یہ دیکھ کر کہ صداقت والے زبردست ہیں۔ اس لئے ان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سوم وہ لوگ جو صداقت کو دل سے مانتے ہیں۔ لیکن اپنی کمزوری کی وجہ سے دونوں طرف تعلق رکھتے ہیں۔ چہارم وہ لوگ جو صداقت کو دل سے نہیں مانتے۔ لیکن دُنیاوی فوائد اور اغراض کے لئے دونوں طرف ملے رہتے ہیں۔ انہیں جا کر انکے ہو جاتے ہیں۔ اور دوسروں کے پاس جا کر انکے ساتھی بنجاتے ہیں ۔

یہ نظارہ ہماری جماعت میں بھی پایا جاتا ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو احمدیت کو سچا سمجھتے ہیں لیکن مخالفوں کے ڈر سے اس کا اظہار نہیں کر سکتے پھر ایسے بھی لوگ ہیں جو احمدیت کو جھوٹا سمجھتے ہیں لیکن احمدیوں سے فائدہ اُٹھانے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ ہم بھی احمدی ہیں۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں جو احمدیت کو سچا مانتے ہیں اور احمدی کہلاتے ہیں لیکن دنیاوی اغراض کے لئے غیر احمدیوں سے بھی تعلقات رکھتے ہیں۔ پھر ایسے بھی ہیں جو احمدیت کو سچا نہیں سمجھتے لیکن احمدیوں میں آ کر احمدی اور غیر احمدیوں میں جا کر غیر احمدی بنجاتے ہیں ۔

چونکہ منافق میں قوت فیصلہ نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ منافقت اختیار کرتا ہے۔ مثلاً ایسا منافق جو صداقت کو دل سے تو مانتا ہے لیکن دوسروں سے ڈر کر ان سے ساز باز رکھتا ہے۔ اسی لئے رکھتا ہے کہ وہ اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ کہ آیا صداقت کو قبول کرنیوالے غالب ہونگے یا نہ قبول کرنیوالے۔ اسی طرح دوسرے منافقوں کا حال ہے۔ وہ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں وَمِنَ النَّاسِ فرما کر اس طرف متوجہ کیا ہے کہ انسان میں تو عقل کا مادہ رکھا گیا ہے۔ اور دیگر حیوانوں میں نہیں۔ اس لئے انسان ہر ایک بات کا اپنے لئے مفید یا مضر ہونا سمجھ سکتا ہے۔ حیوان میں یہ اہلیت نہیں۔ اس کے لئے خواہ کوئی چیز کتنی ہی مفید کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر وہ کڑوی ہو تو وہ نہیں کھاتا۔ لیکن انسان فائدہ کی غرض سے کڑوی سے کڑوی چیز کو بھی کھا لیتا ہے۔ اور مشکل سے مشکل کام کو بھی کر گذرتا ہے جب انسان میں اپنے نفع اور نقصان کے سمجھنے کا مادہ موجود ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اس کام یعنی ہدایت اور گمراہی میں فیصلہ نہیں کر لیتا۔ اور کیوں منافقت کی حالت سے باہر نہیں نکل آتا ؟ ۔

اس آیت سے لوگوں کو یہ بھی دھوکہ لگا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے اللہ اور یوم آخر پر ایمان لانے کے متعلق ذکر فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں باتوں پر ہی ایمان لانا کافی ہے۔ اگر کوئی اسکے رسولوں اور انبیاء کو نہیں مانتا یا دیگر احکام شریعت کی پابندی نہیں کرتا۔ تو کوئی حرج نہیں لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ قرآن شریف میں اگر ہر ایک بات اور واقعہ کو ایسے مختصر اور جامع الفاظ میں نہ رکھا جاتا۔ جنپر غور کرنے سے تمام بات معلوم ہو جاتی ہے تو اتنا بڑا ہو جاتا کہ کوئی پڑھ ہی نہ سکتا۔ دیکھو ہندوستان میں جو قانون کی کتابیں ہیں کتنی کتنی بڑی ہیں۔ پھر اگر ان کے ساتھ ہر قوم اور ہر مذہب کے رسم و رواج اور اخلاق و عادات وغیرہ کی کتابیں بھی شامل کر دیجائیں تو کتنی بڑی ہو جائیں۔ اور اگر ساری دنیا کی اسی قسم کی کتابوں کو جمع کیا جائے تو نہ معلوم کتنے مکانات انکے رکھنے کے لئے درکار ہوں۔ قرآن شریف چونکہ تمام دنیا کے لئے ہے اور اسمیں ہر قوم ہر ملک کے لوگوں کے حالات کو مدنظر رکھ کر باتیں بیان کی گئی ہیں اس لئے ضروری تھا کہ ایسے اختصار سے بیان کی جاتیں کہ انکی حقیقت بھی معلوم ہو جائے اور ہر ایک آسانی سے ان سے واقف بھی ہو سکے نہ کہ ایسے رنگ میں اور اسقدر طول طویل کہ کسی کو کبھی پڑھنے کی جرأت ہی نہ ہو سکے قرآن شریف تمام دُنیا کو ہدایت کی راہ دکھانے اور اس دُنیا میں آرام اور اطمینان سے رہنے کے متعلق قواعد بتانے آیا تھا اس لئے اس کا کام تھا کہ دنیا کے ہر ایک خطہ کے لوگوں کے مذاق کے مطابق انہیں قواعد بتائے۔ اور ان کو ہر ایک معاملہ میں گائڈ کرے اور ساتھ ہی روحانیت میں ترقی کرنے اور تعلق باللہ کے لئے بھی ہدایات دے پس اس

* سُنتا تھا۔ اسلئے سمع کو واحد رکھا

کتاب کو اگر اس رنگ میں لکھا جاتا۔ جس طرح دنیا کے لوگ لکھتے ہیں تو یہ اتنی بڑی ہو جاتی۔ کہ کوئی پڑھ بھی نہ سکتا۔ اس لئے اتنی مختصر کتاب میں اسقدر علوم اور باتوں کا بھرا جانا چاہتا تھا۔ کہ بلیغ و مختصر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں ہر ایک بات کے بیان کرنے میں اسقدر اختصار سے کام لیا گیا ہے کہ اس سے مختصر ہو نہیں سکتا۔ اور پھر وہی الفاظ ایسے وسیع ہیں کہ سب تشریح ان سے ہی نکلتی چلی جاتی ہے +

اس آیت میں بھی اسی اختصار کو استعمال کیا گیا ہے جو قرآن شریف کا مسلمہ ہے۔ اور آیت پر غور کرنے سے سارا پتہ لگ جاتا ہے۔ - جو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اعلےٰ ایمانیات کی بات ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر ہی ایمان لانا ضروری ہے۔ اسکے بعد پھر ملائکہ۔ انبیاء اور شریعت کے احکام وغیرہ ہیں۔ اور ان سب باتوں کے بعد جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ قیامت ہے جہاں سب اعمال کا نتیجہ ملیگا تو چونکہ انسان کے اعتقادات اور اعمال کے سب سے بڑے یہی دو ستون ہیں جو ایسے ہیں۔ کہ ایک سے ابتداء ہوتی ہے۔ اور دوسرے پر انتہا ہو جاتی ہے۔ اور اسکے بعد انسان کے کوئی ایسے اعمال نہیں ہونگے۔ جن کا بدلہ اسے ملنا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ان دونوں کو بیان فرما کر بتا دیا۔ کہ باقی تمام باتیں انکے اندر داخل ہیں پھر جب قرآن شریف میں دوسری جگہ اور بھی ایسی باتیں بیان فرمائیں۔ جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ان پر ایمان لائے بغیر کوئی مسلمان ہی نہیں ہو سکتا تو لامحالہ ہمیں اس آیت کے یہی معنے کرنے پڑینگے جو میں نے کئے ہیں +

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا	ان کے دلوں میں مرض ہے پس بڑھا دیا اللہ نے اس مرض کو۔

یہ مرض منافقت ہے۔ مختلف حدیثوں سے نتیجہ نکلتا ہے کہ منافق کی یہ نشانی ہے کہ اسمیں قوت فیصلہ نہو۔ اور تاب مقابلہ نہ لا سکتا ہو۔ چونکہ اسوقت ایک طرف مسلمانوں کی کفار سے جنگیں شروع تھیں اور دوسری طرف قرآن کے احکام روز بروز نازل ہو رہے تھے۔ جنکی پابندی کرنا ہر ایک مومن کے لئے ضروری تھا تو جو لوگ منافق تھے۔ اور ظاہری طور پر مسلمان کہلاتے تھے انکے لئے یہ وقت بہت مصیبت کا وقت تھا۔ چونکہ وہ دل سے مسلمان نہ تھے بلکہ مسلمانوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے ساتھ ملکر کفار سے لڑنا اور روز بروز نئے نئے احکام کی پابندی کرنا انکے لئے بہت مشکل اور دوبھر تھا۔ خدا تعالیٰ ان کی نسبت فرماتا ہے کہ ان کے دلمیں مرض تھا جسے خدا نے اور بھی بڑھا دیا اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ پہلے تھوڑے بیمار تھے پھر خدا نے انھیں زیادہ بیمار کر دیا۔ بلکہ یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی وہ نصرت اور تائید جو مسلمانوں کے ساتھ تھی۔ ان کو بری لگ رہی تھی۔ اور جوں جوں خدا تعالیٰ مسلمانوں کو زیادہ فروغ دیتا جاتا تھا۔ اتنی ہی انھیں زیادہ تکلیف ہوتی تھی لیکن یہ سب باتیں وہ دل میں چھپائے ہوئے تھے اور منافقت کی وجہ سے ان کا اظہار نہ کر سکتے تھے۔ پھر خدا تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے کہ جنکی وجہ سے مسلمانوں کی تائید اور نصرت اور زیادہ ہو گئی جس نے منافقوں کے دلوں میں جو حسد اور بغض کی آگ لگ رہی تھی۔ اس کو اور زیادہ کر دیا۔ یہی معنے ہیں فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا کے +

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ	منافقوں کے لئے خدا تعالیٰ نے عذاب الیم فرمایا

ہے اور اس سے پچھلی آیت میں کفار کے لئے عذاب عظیم فرمایا ہے۔ ان دونوں عذابوں میں فرق ہے اور کفار کے لئے عذاب عظیم اور منافقوں کے لئے عذاب الیم رکھنے میں ایک حکمت ہے۔ اور وہ یہ کہ کافروں کا عذاب بڑا تو ہوتا ہے۔ مگر کڑھانے والا نہیں ہوتا۔ کیونکہ کافر سمجھتا ہے کہ اگر مجھے کچھ دکھ پہنچا ہے تو مینے بھی انھیں فلاں تکلیف دے ہی لی ہے۔ اور کافر اگر تکلیف نہ دے سکتا ہو تو گالیاں وغیرہ دیکر ہی دل کی بھڑاس نکال لیتا ہے لیکن منافق کو اپنا غصہ نکالنے کے لئے کوئی بھی موقع نہیں ملتا۔ بلکہ اسے بظاہر تعریفیں ہی کرنی پڑتی ہیں۔ ہاں مگر وہ دل ہی دل میں کڑھتا اور جلتا رہتا ہے +

بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ	یہ ان کے عذاب کی وجہ بتا دی۔ کہ چونکہ

یہ جھوٹ بولتے تھے۔ ان کے دل میں کچھ تھا اور زبان سے کچھ کہتے تھے۔ اس لئے ان کو یہ عذاب دیا جاتا ہے +

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا	اللہ تعالیٰ اس بات سے نہیں رکتا کہ کوئی مثال بیان

کرے جو مچھر کے برابر ہو یا اس سے بڑھ کر +

بعوضہ۔ بعض سے نکلا ہے جسکے معنے حصہ اور ٹکڑہ کے ہیں۔ عرب میں چونکہ مچھر کو بہت چھوٹا جانور قرار دیا گیا ہے اس لئے اسکی مثال کمی اور قلت کی جگہ دیا کرتے ہیں +

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعوضہ جیسی مثال بیان کرنے سے بھی اللہ نہیں رکتا۔ گو نااہل اور نا سمجھ لوگ اس مثال کو سن کر کہدینگے۔ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا کہ کیا اللہ نے کیا مثال بیان کی ہے اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے لیکن وہ لوگ جو اللہ سے ڈرتے اور اسکی خشیت رکھتے ہیں۔ وہ تو یہی کہینگے کہ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ۔ جو کچھ خدا بیان فرمائے۔ وہی ٹھیک اور درست ہوگا +

خدا تعالیٰ کیطرف سے جو پیشگوئیاں ہوتی ہیں انمیں کسی قدر اخفا کا رنگ بھی ہوتا ہے۔ تا کہ ان کی وجہ سے سچے مومنوں اور نام کے مسلمانوں میں فرق ہو جائے۔ مومن کی سمجھ میں اگر کوئی بات نہ آئے۔ تو وہ اُسے جھٹلاتا نہیں بلکہ اسپر ایمان لے آتا ہے کیونکہ اس کا ایمان ہوتا ہے کہ خدا ہم سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ اس کی بات ضرور حق اور حکمت پر ہی مبنی ہوگی۔ لیکن جو لوگ منافق ہوتے ہیں وہ جب کوئی پیشگوئی سنتے ہیں تو کہدیتے ہیں کہ اس قدر بیان کرنے سے تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ کیوں خدا نے اچھی طرح کھولکر اور تفصیل سے اسباب کو بیان نہیں فرما دیا۔ یہ تو گول مول بات ہے۔ بہتر ہوتا۔ کہ خدا صاف اور واضح لفظوں میں بیان فرماتا +

اس زمانہ میں بھی بہت لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے متعلق اسی قسم کے اعتراض کیا کرتے ہیں۔ انھیں چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد سے نصیحت پکڑیں۔ اور مومنوں اور متقیوں کیطرح پیشگوئیوں کی تصدیق کریں + اور پھر جبکہ حضرت مسیح موعود کی بہت سی عظیم الشان پیشگوئیاں صاف اور بین طور پر آپکی آنکھوں کے سامنے پوری ہوئی ہیں تو اس سے سمجھ لینا چاہئیے کہ اگر کسی پیشگوئی کی سمجھ نہیں آتی۔ تو یہ اپنی سمجھ کا قصور ہے ورنہ پیشگوئیوں کے سچا ہونے میں کوئی کلام نہیں +

دعوت الی الخیر

بنگال میں

برہمن بڑیہ سے مولوی سید محمد عبد الواحد صاحب مبلغ حضرت اقدس کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بفضل الٰہی تبلیغ کا موقع اب خوب مل رہا ہے۔ چنانچہ اس ہفتہ میں زن و مرد بارہ آدمی جدید داخل سلسلہ ہوئے ہیں مقام برہمن بڑیہ کے قریب شمالی شین آبادی نام ایک گاؤں میں ایک مجلس وعظ منعقد کی گئی تھی اس وعظ کے خاتمہ پر زن و مرد نو آدمی جدید بیعت میں داخل ہوئے اور باقی متفرق طور پر دیگر اوقات میں اور بھی تین آدمی داخل بیعت ہوئے فالحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً۔ پھر فرماتے ہیں کہ اب یہاں پر نو مبائعین یعنی نئے احمدیوں کا نمبر بفضل خدا پانسو کے اوپر (۵۰۲) تک پہنچ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور کی دعاؤں کے اثر سے امید ہے کہ عنقریب مبائعین کا یہ سینکڑا بھی پورا ہو جاوے گا تا کہ حضور میں جلد صد ششم کی فہرست مبائعین مکمل ارسال کر سکوں زیادہ کیا عرض کروں باقی التجائے دعا۔"

اسی تبلیغی رپورٹ میں مولانا صاحب نے کچھ مقامی حوادث و حالات بھی قلمبند کئے ہیں جو بہت عبرت خیز ہیں اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعثت ماموریں کے بعد نزول عذاب کی جو سنت اللہ قدیم سے چلی آتی ہے اس کا پورا پورا نظارہ سرزمین بنگال میں دکھلایا جا رہا ہے جیسا کہ طاعون زلازل اور ہر قسم کی دیگر تباہیوں کی شکل میں دوسرے حصص ہند اور عموماً تمام اقطاع عالم سالہا سال سے دیکھ رہے ہیں۔ اور ان کا سلسلہ تا حال منقطع نہیں ہوا کیونکہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار و مخالفت سے غفلت شعار مخلوق ابھی تک باز نہیں آئی۔

مشرقی بنگال کے سیلابوں اور طوفانوں کی کیفیت قبل ازیں اور مختلف ذرائع سے بھی الفضل کے کالموں میں درج ہو چکی ہے اور مولوی صاحب بھی اپنی رپورٹوں میں اس کا ذکر کرتے رہے ہیں۔ اب آپ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ گو پانی اب نسبتاً کم ہو گیا ہے مگر بیچ بیچ میں وقفہ دے دیکر سخت بارش ہوتی ہے جس سے کسی قدر نقصان بھی ہوتا ہے۔ یہ نقصان تو بمقابلہ سابق کچھ ایسا زیادہ نہیں لیکن ایک امر اور موجب تکلیف ہے وہ یہ کہ بہت سی مردہ لاشیں دریا میں بہکر آ رہی ہیں۔ جو صرف طغیانی میں ڈوبکر مرے ہوئے لوگوں کی نہیں ہوتیں۔ بلکہ زیادہ تر ہیضہ سے ہلاک شدہ مخلوق کی ہوتی ہیں۔ کیونکہ جہاں جہاں اس وبا کا زور ہوا وہاں **سیلاب کے سبب لاشوں کو دفن کرنے کے واسطے زمین نہیں ملی** اور وہ یونہی کفنا کر پانی میں بہا دی گئیں۔ ان لاشوں کی وجہ سے لوگوں کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے جس کے علاوہ گرانی و **قحط کی مصیبت** بھی ابھی بدستور موجود ہے۔ امسال ابھی کچھ کمی نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور اپنی مخلوق کو شناخت مامور کے ساتھ اپنی اصلاح کی توفیق بخشے تا کہ یہ آئے دن کی ہولناک بلائیں ان کے سر سے ٹلیں۔ قرآن کریم میں حوادث و علامات زمانہ سے سبق عبرت حاصل کرنے کی بار بار بڑی تاکید آئی ہے لیکن افسوس کہ دیگر اقوام کی تو کیا شکایت۔ ان کا تو قرآن کریم پر ایمان نہیں خود مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ انہوں نے قرآن کو اپنی عملی زندگی میں بالکل پس پشت ڈال رکھا ہے خدا ہی ان کی [illegible]

پنجاب میں

راولپنڈی سے مولوی محمد ابراہیم صاحب مبلغ لکھتے ہیں۔ کہ بندہ حسب الارشاد خلیفۃ المسیح حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ حضرو اور کیمل پور میں گیا حضرو میں ایک وعظ اور خطبہ جمعہ ہوا جس کے بعد بوقت روانگی ایک دوست کی زبانی معلوم ہوا کہ یہاں لوگ سلسلہ سے کسی قدر دلچسپی لینے لگے ہیں اور بعض قریب بھی آ گئے ہیں۔ کیمل پور میں مسئلہ تبدیلی عقاید مولوی محمد علی صاحب فرداً فرداً جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو دیا جس کو پڑھکر ہر ایک منصف مزاج نے یہ نتیجہ نکالا کہ درحقیقت مولوی محمد علی حضرت مرزا صاحب کو نبی خیال کرتے رہے ہیں جو دلائل قرآن کریم نے دوسرے انبیاء کے لئے دیئے ہیں وہی انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے متعلق دیئے ہیں ایک وکیل کے پاس بیٹھے ہوئے نبوت مسیح موعود کے متعلق ہی باتیں ہو رہی تھیں اور وہ وکیل کہہ رہے تھے کہ مولوی محمد علی صاحب تو ہمیں مسلمان کہتے ہیں باوجودیکہ ہم مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں مانتے اور آپ ہمیں کافر کہتے ہیں اتنے میں ایک بزرگ آگئے اور آتے ہی کہنے لگے کہ جب مسیح نے اسلام میں آنا ہے اس کا منکر تو کافر ہوگا اگر یہ لوگ مرزا صاحب کو یقیناً مسیح موعود ہی سمجھتے ہیں پھر انہیں ایسا ہی خیال کرنا چاہیئے۔ یہاں ایک دوست تاج محمود ہیں وہ تبلیغ حق کے کام میں بہت جوشیلے آدمی ہیں۔ والسلام ۔

ضرورت

(۱) ایک ماہر جو بیرہ دھوبی کی جو انگریزی زنانہ اور مردانہ کام سے خوب واقف ہو۔ تنخواہ ۲۰ روپے سے ایک ہو۔ سالانہ ترقی دیکر ۲۵ روپے تک ماہوار ہوگی۔

(۲) دو ہوشیار۔ خوش قلم۔ مال کے کام سے خوب واقف احمدی پٹواریوں کی۔ تنخواہ ۱۵ سے ۲۵ تک مندرجہ بالا امیدواران کو مالیر کوٹلہ بھیجنے پر تیسرے درجہ کا سفر خرچ ملیگا۔ **خان صاحب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ**

الفضل بک ایجنسی

کی معرفت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام تصانیف موجودہ اور نیز مندرجہ ذیل رسالے اور کتابیں بذریعہ وی پی مل سکتی ہیں۔

ظہور المہدی احمدیت کی تمام منقولی و معقولی بحثوں کا لب لباب سلیس عام فہم زبان میں ۶۴ صفحے قیمت ۴/

خطبات نور ہر دو حصہ ۸/

رفیق زوجین ۳/

خیالات رہبر مستقلات ۳/

نشان رحمت ۱/

اسلام تبلیغ سے پھیلا یا شمشیر سے ؟ ۲/

ضرورت نبی ۱/

معین المبلغین کثیر المعلومات آیات قرآنی مع حوالہ جات و معانی واستدلال ۱/

دید انجیل اور قرآن کا خدا دلچسپ موازنہ ۲/

کتب دینی مفید ہدایات متعلقہ مطالعہ ۱/

ردی کی فلاسفی احمدیت پالیٹکس وغیرہ پر نہایت مزیدار و نتیجہ خیز خیالات ۱/

مسہل روحانی ۱/

ترکیب بند صادق تذکرۃ الاسلاف تبصرۃ الاخلاف ۸/

تسہیل التعلیم بچوں کو عربی اردو پڑھانے میں مفید ۱/

رفیق نوجوان ۸/

مکالمہ مسلمان آریہ ۲/

قرضہ میعادی گورنمنٹ ہند

اُن شرائط کے متعلق نوٹس جن پر عوام الناس ڈاک خانہ کی معرفت قرضہ دے سکتے ہیں۔

ذیل کا اعلان پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے برائے اشاعت دفتر الفضل میں موصول ہوا ہے پیشتر اس کے کہ اس اعلان کو ہم احمدی پبلک تک پہنچائیں ہم اس بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کو اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے۔ ہر شخص جو روپیہ رکھتا ہے قرضہ دیکر اس وقت سرکار والا کا ہاتھ بٹاوے +

ہم احمدیہ قوم کی خدمت میں خصوصاً زور سے عرض کرتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ کو روپیہ بطور قرضہ حسنہ دیں۔ اور اگر دیگر مسلمان بھی قرآن شریف کے حکم پر عمل کر کے **بلا سود** روپیہ دیں تو ثواب کے مستحق ہونگے   والسلام

خاکسار مہتمم الفضل

گورنمنٹ امسال ایک جدید نمونہ (فارم) کے مطابق بشرح ۴ فیصدی قرضہ لے رہی جو نومبر سنہ ۱۹۲۳ء تک بیباق کر دیا جائے گا۔ لیکن گورنمنٹ اگر چاہے تو وہ اس کو اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء کے بعد کسی وقت ادا کر سکتی ہے +

۲۔ ۴½ کروڑ روپیہ قبل ازیں درخواستوں کے حسب معمول کلکتہ و مدراس و بمبئی اور دیگر بڑے بڑے مرکزوں میں بہم پہنچ کر لیا جا چکا ہے اور اس لحاظ سے قرضہ کا لیا جانا اب بند کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ اُن اشخاص کو جو قرضہ قلیل رقوم میں دینا چاہتے ہیں۔ عام اس سے کہ سیونگ بنکوں میں روپیہ جمع کرانے والے ہوں یا نہ ہوں اُس نزدیک تریں ڈاک خانہ کی معرفت قرضہ دینے کا خاص موقع دیا جاتا ہے جو سیونگ بنک کا کام کرتا ہو +

قرضہ کس طرح دیا جائے گا

۳۔ ڈاک خانہ کی معرفت درخواستیں ۳۰۔ اکتوبر تک کسی وقت کیجا سکتی ہیں +

۴۔ درخواستیں ایسی رقوم کی بابت ہونی چاہئیں جن میں پورے سینکڑے ہوں اور ۱۰۰ روپیہ سے کم کے لئے نہیں ہونی چاہئیں اور کسی ایک درخواست کنندہ کی صورت میں ۵۰۰۰ روپیہ سے زیادہ کے لئے نہیں ہونی چاہئیں +

نوٹ۔ کوئی درخواست کنندہ ۵۰۰۰ روپیہ تک جدید قرضہ دینے کے لئے درخواست کر سکتا ہے باوجود اس امر کے کہ اُس کے پاس قبل ازیں ۳½ کے پرامیسری نوٹ ہوں جنکو وہ پیشتر ازیں ڈاک خانہ کی معرفت خرید چکا ہو +

۵۔ جو شخص درخواست کرنا چاہتا ہو۔ اُسکو لازم ہے کہ وہ نمونہ (فارم) ذیل کو پُر کرے جو ہر ایسے ڈاک خانہ سے بھی مل سکتی ہے جو سیونگ بنک کا کام کرتا ہو۔ نیز اُس کو لازم ہے کہ وہ ساتھ ہی اسکے وہ پوری رقم ادا کرے جسکے قرضہ دینے کے لئے وہ درخواست کرے۔ اس غرض کے لئے وہ اُس روپیہ سے استفادہ کر سکتا ہے جو اُس کے حساب میں سیونگ بنک میں جمع ہو۔ بشرطیکہ وہ سیونگ بنک میں روپیہ جمع کراتا ہو یا وہ براہ راست نقد ادا کر سکتا ہے۔ درخواست کنندہ مجاز ہوگا کہ ڈاک خانہ میں بذات خود جائے یا اپنی جگہ کسی اور شخص کو بھیجدے۔ جملہ رقوم کی جو (درخواست کنندہ کی طرف سے) ادا کی گئی ہوں۔ رسید دیجائے گی +

۶۔ ۱۰۰ روپیہ کی ہر رقم کے بدلے جو درخواست کنندہ ادا کرے گا اس کو اُسی رقم کے سرکاری پرومیسری نوٹ دیئے جائیں گے +

پرامیسری نوٹوں کا تحویل میں رکھنا

۷۔ نوٹوں کو درخواست کنندہ اپنی تحویل میں رکھ سکتا ہے یا اگر وہ پسند کرے تو وہ اس کی طرف سے حکام ڈاک خانہ کی تحویل میں رکھے جا سکتے ہیں۔ درخواست کنندہ کو اس امر کی تصریح کر دینی چاہیئے کہ وہ درخواست کے نمونہ کو کس طریق میں پُر کرنا زیادہ پسند کرتا ہے۔ اگر وہ نوٹوں کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتا ہو تو ڈاک خانہ اُس کو اُس وقت سے مطلع کر دے گا کہ جب وہ نوٹ اُس کو مل سکینگے اور درخواست کنندہ کے اصالتاً حاضر ہوتے پر نوٹ مذکور اُس کے حوالے کر دیئے جائینگے۔ اگر وہ نوٹوں کو ڈاک خانہ کی تحویل میں رکھنا چاہے تو اس کے دوبارہ اصالتاً حاضر ہونے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لیکن ڈاک خانہ کی طرف سے اُس کو مناسب وقت کے اندر اس امر کی اطلاع دیجائے گی کہ نوٹ مذکور ڈاک خانہ میں موصول ہو گئے ہیں اور اس کی طرف سے تحویل میں رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ بعد ازاں کسی وقت نوٹوں کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش ظاہر کرے تو نوٹ اُس وقت اُس کے حوالہ کر دیئے جائینگے +

سود کی ادائیگی

۸۔ سود بشرح ۴ فیصدی سالانہ ششماہی اقساط میں۔ یعنی ۲ فیصدی ۳۱ مئی کو اور ۲ فیصدی ۳۰۔ نومبر کو ہر سال ادا کیا جائے گا۔ قرضہ دینے کی تاریخ سے ۳۰۔ نومبر آئیندہ تک کسی متفرق عرصہ کا سود پرامیسری نوٹوں کے حوالہ کر دینے کے وقت اگر وہ درخواست کنندہ کے اپنے قبضہ میں ہوں نقد ادا کر دیا جائے گا یا اگر وہ نوٹوں کو حکام ڈاک خانہ کی تحویل میں رہنے دے تو اُس روپیہ میں جمع کرا دیا جائے گا جو سیونگ بنک میں اُس کے حساب میں جس کا ذکر پیراگراف (فقرہ) ذیل میں درج ہے جمع ہو +

۹۔ اگر درخواست کنندہ اپنے پرامیسری نوٹوں کو حکام ڈاک خانہ کی تحویل میں چھوڑنے کا فیصلہ کرے تو آخرالذکر (حکام ڈاک خانہ) اُس کے روپیہ کا سود ششماہی وار باقاعدہ وصول کرکے سیونگ بنک میں اُس کے حساب میں جمع کرا دے گا جو اس غرض کے لئے اُس کے نام پر کھولا جائے گا۔ نیز ڈاک خانہ اُس کو وقتاً فوقتاً جب کبھی سود اس طرح وصول کیا جائے گا۔ وصولی کی اطلاع دیتا رہے گا۔ اس کام کا حق المحنت کچھ نہیں لیا جائے گا۔ اور سود کی ششماہی اقساط ادا کرتے وقت کوئی انکم ٹیکس منہا نہیں کیا جائے گا +

اگر درخواست کنندہ پرامیسری نوٹوں کو اپنے قبضہ میں رکھے تو انکم ٹیکس اُس کے سود کے روپیہ میں سے حسب معمول اُس وقت منہا کر لیا جائے گا جب سود کی ششماہی اقساط ادا کی جائیں +

پرامیسری نوٹوں کا فروخت کرنا

۱۰۔ اگر کوئی ایسا شخص جو سیونگ بنک میں روپیہ جمع کراتا ہو اور جس کے پاس اس جدید قرضہ کے متعلق ایسے پرامیسری نوٹ ہوں جو ضابطہ متذکرہ نوٹس ہذا کے مطابق ڈاک خانہ کی معرفت خریدے گئے ہوں کسی وقت اُن کو کلاًیا جزواً دوبارہ فروخت کرنا چاہے تو ڈاک خانہ کی طرف سے اُس کے لئے ایسی فروخت کا انتظام کر دیا جائے گا اور اس کے واسطے کسی قسم کی دلالی یا کوئی اور فیس نہیں لی جائیگی۔ اس معاملہ کے متعلق پورے پورے مراتب ہر وقت ڈاک خانہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں +

Digtized by Khilafat Library

درخواست کا نمونہ

منجانب ____________

بذریعہ درخواست ہذا قرضہ میعادی بشرح ۴ فیصدی مشتہرہ ہمراہ اشتہار مطبوعہ گزٹ ہند۔ غیر معمولی مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۵ء کے

____________ روپیہ کے

لئے درخواست کرتا ہوں +

میں اس درخواست کے ہمراہ مبلغ ____________ روپیہ جمع کراتا ہوں جو قرضہ کی اُس رقم کے برابر ہے جسکو پوری قیمت پر قرضہ دینے کے لئے میں نے درخواست کی ہے +

میں درخواست کرتا ہوں کہ مبلغ ____________ روپیہ جو قرضہ کی اس رقم کے مساوی ہے جسکو پوری قیمت پر دینے کے لئے میں نے درخواست کی ہے اس غرض کے لئے اُس باقیماندہ روپیہ میں سے لیا جائے جو پوسٹ آفس سیونگ بنک کے حساب میں میرے نام پر جمع ہے +

غیر ضروری فقرات قلم زن کرو۔

قرضہ اُس رقم کو ادا کرنے کے لئے جس کے پوری قیمت پر دینے کے لئے میں نے درخواست کی ہے میں بذریعہ درخواست ہذا مبلغ ____________ روپیہ جمع کراتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ باقیماندہ رقم یعنی مبلغ ____________ روپیہ اس رقم میں سے لے لیا جائے جو پوسٹ آفس سیونگ بنک کے حساب میں میرے نام جمع ہے +

میں درخواست کرتا ہوں کہ قرضہ کی وہ رقم جس کا دیا جانا میرے لئے تجویز کیا گیا ہے میری طرف سے صاحب اکونٹنٹ جنرل ڈاک خانہ و تار برقی کی تحویل میں رہے اور اُس کا سود معینہ اوقات پر پوسٹ آفس سیونگ بنک کے حساب میں میرے نام پر جمع کرا دیا جائے +

غیر ضروری فقرات قلم زن کرو

میں درخواست کرتا ہوں کہ قرضہ کی وہ رقم جس کا دینا میرے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل مالیتوں کے پرامیسری نوٹوں کی صورت میں میرے حوالہ کر دی جائے +

نام ____________

پتہ ____________

تاریخ ____________ ۱۹۱۵ء

(نمونہ فارم) اگر ضرورت ہو تو کاٹ کر استعمال کیا سکتی ہے +